OPEN ACCESS

Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(e): 3006-0370
ISSN(p): 3006-0362
al-marjan.com.pk

خصوصی شمارہ برائے "اجتہاد و اصولہ"

Principled Disagreement and the Unity and Multiplicity of Juristic SchoolsAn Analytical Study of the Criteria for the Formation of Legal Schools

اصولی اختلاف اور فقہی مذاہب کی وحدت وتعدد کا مسئلہ تشکیلِ مذہب کے معیارات کا تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Syed Ali Moinuddin** (Corresponding Author)
Research Associate, Kahuta Law College, Pakistan; Former Chief Librarian, Nadwah Library, Pakistan.
Email: ali.msud001323@student.iiu.edu.pk

Citation
Moinuddin, Syed Ali. " Principled Disagreement and the Unity and Multiplicity of Juristic SchoolsAn Analytical Study of the Criteria for the Formation of Legal Schools ". "*Al-Marjān Research Journal* 4, no.1, Jan-Mar (2026): 59– 70.

Submission Timeline
Received: Jul 17, 2025
Revised: Oct 01, 2025
Accepted:**Nov** 05, 2025
Published Online: Jan 09, 2026

Article QR

Publication & Ethics Statement
Published by *Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.*
© The Authors. No conflict of interest declared.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

Indexed & Abstracted In / Research Profiles

Principled Disagreement and the Unity and Multiplicity of Juristic SchoolsAn Analytical Study of the Criteria for the Formation of Legal Schools

اصولی اختلاف اور فقہی مذاہب کی وحدت وتعدد کا مسئلہ تشکیلِ مذہب کے معیارات کا تجزیاتی مطالعہ

سید علی معین الدین ☆

Abstract

Fiqh occupies a central position in the Muslim intellectual tradition as a comprehensive scholarly discipline that developed through the interaction of revelatory texts, human reasoning, and changing social and civilizational realities. Across different historical, geographical, and intellectual contexts, this tradition gave rise to diverse juristic schools. While certain principled disagreements remained within the framework of a single legal school without disrupting its unity, other disagreements eventually resulted in the emergence of independent schools of law. This historical phenomenon raises an important scholarly question concerning the nature and limits of principled disagreement: under what circumstances can such disagreement be accommodated within a single juristic tradition, and when does it justify the establishment of a distinct legal school? This question constitutes the central focus of the present study. The paper argues that not every disagreement concerning legal principles necessarily undermines the unity of a juristic school. Rather, the decisive issue lies in identifying the criteria that distinguish internal diversity from independent juristic identity. To examine this hypothesis, the study employs an analytical and comparative methodology, investigating principled disagreements within the broader historical and theoretical framework of the formation, continuity, and diversification of Islamic legal schools.

Keywords: Juristic schools, principled disagreement, subsidiary disagreement, basis of legal reasoning.

تعارفِ موضوع

مسلم علمی روایت میں فقہ ایک ہمہ جہت اور مرکزی علمی نظام ودبستان کی حیثیت رکھتا ہے۔جو تشریعی نصوص کے التزام، عقلِ انسانی کے انفعالی کردار اور عمرانی وتمدنی حقائق کے ادراک وامتزاج سے تشکیل پاتا ہے، اس روایت نے مختلف تاریخی، جغرافیائی اور سماجی سیاقات میں متعدد اصولی اور فروعی مذہبی صورتیں اختیار کیں، اور کہیں اصولی اختلافات کے باوجود اس میں وحدتِ مذہب برقرار رہتی ہے اور بسااوقات یہی اصولی اختلافات ایک نئے مذہب کی تشکیل کا باعث بنتے ہیں۔ فقہی تاریخ میں اصولی اختلافات کے نتیجے میں فقہی تنوع اور تعدد کا ایک وسیع منظر نامہ سامنے آتا ہے، تاہم ایک بنیادی اور پیچیدہ علمی سوال ابتدا ہی سے یہ زیرِ بحث رہا ہے کہ اصولی اختلاف کی وہ نوعیت اور حد کیا ہے جو ایک فقہی

☆ ایم ایس اسکالر، اصول الدین، شعبہ حدیث، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان۔

مذہب کے اندر قابلِ جذب اور قابلِ بقا رہتی ہے، اور کن صورتوں میں یہی اختلاف ایک مستقل اور جداگانہ فقہی مذہب کی تشکیل کا باعث بن جاتا ہے۔ یہی سوال اس تحقیق کی بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

مقصد اور منہجِ تحقیق

زیرِ نظر مقالہ اس مفروضے کی جانچ کرتا ہے کہ ہر اصولی فقہی اختلاف فی نفسہٖ وحدتِ مذہب کے منافی نہیں ہوتا، بلکہ اصل مسئلہ اس حدِ فاصل کی تعیین ہے جو وحدت اور استقلال کے درمیان واقع ہوتی ہے۔ تحقیق میں تجزیاتی اور تقابلی منہج اختیار کیا گیا ہے، جس کے ذریعے اصولی اختلافات کو فقہی مذاہب کی تشکیل اور بقا کے تناظر میں پرکھا گیا ہے۔

مصادرِ تحقیق

اس مقصد کے لیے کلاسیکی اصولی مصادر، بالخصوص علامہ دبوسی (المتوفی: ۴۳۰ھ) کی تاسیس النظر، ابن قدامہ (المتوفی: ۶۲۰ھ) کی روضۃ الناظر وجنۃ المناظر، ابن خلدون (المتوفی: ۸۰۸ھ) کی المقدمۃ، اور شاہ ولی اللہ دہلوی (المتوفی: ۱۱۷۶ھ) کی الإنصاف، کو بنیادی مصادر کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، نیز دیگر متعلقہ اصولی و فقہی مراجع سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

علمی اضافہ اور نیاپن

اس موضوع پر موجود سابقہ علمی کام اگرچہ مختلف مقامات پر منتشر صورت میں دستیاب ہے، تاہم اس مسئلے پر کوئی منظم، جامع اور باقاعدہ تحلیلی مطالعہ نظر سے نہیں گزرا۔ اس تحقیق میں پہلی مرتبہ اصولی اختلاف اور فقہی مذاہب کی وحدت و تعدد کے مسئلے کو ایک منظم تحقیقی فریم ورک میں جمع کرکے "تقابلی و تجزیاتی" انداز میں پیش کیا جائے گا، جس کے ذریعے فقہی مذاہب کی "تنویع و وحدت" کے معیارات کو واضح کیا جائے گا۔

مقدمہ

مراتبِ اجتہاد اور طبقاتِ مجتہدین کی بحث قواعدِ فقہیہ کی نہایت اہم، بنیادی اور ایک پہلو سے فیصلہ کن مباحث میں شمار ہوتی ہے۔ اس بحث کے دائرہ کار میں اُن ائمہ و فقہاء کی درجہ بندی کی جاتی ہے جو منصبِ اجتہاد پر فائز ہوں، اور انہی کے مراتب کی روشنی میں یہ متعین کیا جاتا ہے کہ کوئی فقیہ مجتہدِ مطلق کے درجے پر فائز ہے، یا مجتہد فی المذہب ہے، یا مجتہد فی المسائل ہے، یا اصحابِ تخریج میں شمار ہوتا ہے، یا مقلدِ محض ہے۔
اس اصولی و اساسی بحث کے ذریعے مجتہدین کے اجتہادی دائرۂ کار، ان سے مطلوب علمی و منہجی صلاحیتیں، ہر درجے کی حدود و قیود، اور ان کے دائرہ اختیار جیسے اہم امور متعین کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہی بحث مجتہدین کے درمیان فرق و امتیاز قائم کرتی ہے اور ان کے مراتبِ علو و تنزل کا معیار بھی یہی قرار پاتی ہے۔ اسی ضمن میں علامہ ابنِ کمال پاشاؒ نے مجتہدین کے مراتب کو سات طبقات میں تقسیم کیا ہے، جس سے یہ پورا علمی قضیہ ایک جامع اور منظم سیاق میں سمٹ آتا ہے۔ ابن کمال (متوفی: ۹۴۰ھ) لکھتے ہیں:

> "جان لو کہ بیشک فقہاء کے سات طبقات ہیں: پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا ہے جس طرح کہ آئمہ اربعہ رضی اللہ عنہم دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ہے جس طرح کہ حضرت امام ابو یوسف، امام محمد اور امام اعظم ابو حنیفہ کے باقی اصحاب تیسرا طبقہ ان مجتہدین کا ہے کہ جو ان مسائل میں اجتہاد کرتے ہیں جن میں اصحاب مذہب سے کوئی روایت نہ آئی ہو جیسے امام خصاف، امام ابو جعفر طحاوی اور امام ابو الحسن کرخی چوتھا طبقہ مقلدین میں اصحاب تخریج کا ہے جیسے امام رازی اور ان جیسے فقہاء پانچواں طبقہ مقلدین میں اصحاب ترجیح کا ہے جیسے امام ابو الحسین القدوری اور صاحب ہدایہ اور چھٹا طبقہ ان مقلدین کا ہے جو

اقوی، قوی اور ضعیف روایات کے درمیان فرق کرنے پر قادر ہوتے ہیں اور ساتواں طبقہ ان مقلدین کا ہے جو اقوی، قوی اور ضعیف روایات میں فرق کرنے پر قادر نہیں ہوتے اور وہ کھرے اور کھوٹے میں فرق نہیں کر سکتے"۔[1]

ابن کمال کی اس تقسیم کو ابن عابدین شامیؒ نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے[2] البتہ ایک بڑی تعداد حنفی آئمہ کی انہوں نے ابن کمال کی اس تقسیم کی مخالفت بھی کی ہے اور اس تقسیم کو درست نہیں قرار دیا،[3] تاہم ان کی مخالفت جزوی نوعیت کی ہے اور اس میں زیادہ تر بعض آئمہ احناف کے مرتبہ علو ومنزلت سے تعلق ہے کوئی اساسی اختلاف نہیں۔

طبقاتِ مجتہدین کی اس اساسی تقسیم کے ابتدائی دو مراتب، اساسی نوعیت کے ہیں:

- مجتہد فی الشرع
- مجتہد فی المذہب یا مجتہد منتسب

اس حوالہ سے عمومی طور پر یہ اصول بیان کیا جاتا ہے کہ!

"جب ائمہ کے مابین اختلاف کی نوعیت اصولی ہو تو اس سے دراصل منہجِ استنباط میں ایسا تغیر واقع ہوتا ہے جو ایک مستقل فقہی تشخص اور جداگانہ علمی ڈسپلن کے قیام کا باعث بنتا ہے۔

جبکہ اگر اختلاف فروعی سطح تک محدود ہو تو وہ ایک ہی فقہی نظام کے داخلی تنوع کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور اس سے کوئی نیا مذہب یا مستقل فقہی دبستان وجود میں نہیں آتا"۔ درج بالا عمومی فہم سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اصول و فروع کا امتیاز ہی وہ بنیادی معیار ہے جس کے ذریعے مجتہد فی الشرع اور مجتہد فی المذہب کے مابین خطِ فاصل کھینچا جا سکتا ہے اور ایک فقہی مذہب کے وحدت و تعدد واشتراک واختلاف کی حدیں متعین کی جا سکتی ہیں۔ تاہم فقہی تاریخ کا مطالعہ ایک زیادہ دقیق اور پیچیدہ صورتِ حال کی نشان دہی کرتا ہے، اور وہ یہ کہ بسا اوقات ایک ہی فقہی ڈسپلن سے وابستہ فقہاء اپنے امام وبانیِ مذہب سے ایسے اختلافات کا اظہار کرتے ہیں جن کی نوعیت محض فروعی نہیں رہتی بلکہ اصولی دائرے تک پھیل جاتی ہے۔[4] یعنی استنباط کے مبادی، ترجیح کے معیارات یا دلالاتِ نصوص کے فہم میں حقیقی اختلاف رونما ہوتا ہے۔ اس کے باوجود نہ تو اس اختلاف کو ایک نئے مذہب کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے حامل فقیہ کو مستقل مجتہد فی الشرع شمار کیا جاتا ہے، بلکہ وہ بدستور اسی مذہبی وحدت کا حصہ سمجھا جاتا ہے اور وہ اپنے امام کے ذیل میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔

---

[1]-Ibn Kamāl Pāshā, Aḥmad ibn Sulaymān. *Ṭabaqāt al-Mujtahidīn*. Manuscript. Maktabat al-Dirāsāt al-ʿUlyā, Baghdad, MS no. 2/1017, fol. 2.

[2] ا-Ibn ʿĀbidīn al-Shāmī. *Sharḥ ʿUqūd Rasm al-Muftī*. Vol. 1. Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1430 AH, 9

[3] or details, see: Marjānī. *Nāẓūrat al-Ḥaqq fī Farḍiyyat al-ʿIshāʾ wa-In Lam Yaghib al-Shafaq*, 192; also: ʿAbd al-Ḥayy Lakhnawī. *al-Nāfiʿ al-Kabīr*. Karachi: Idārat al-Qurʾān wa al-ʿUlūm al-Islāmiyyah, 1411 AH, 11.

[4] For details, see: Imam Abu Zayd Ubayd Allah ibn Umar al-Dabusi. Tasis al-Nazar. In this work, the author classifies juristic disagreements into eight foundational categories. The first five discuss methodological differences within the Hanafi school among Imam Abu Hanifah, his two principal students (Imam Abu Yusuf and Imam Muhammad), and Imam Zufar, while the remaining three explain the methodological distinctions between the Hanafis and other legal schools, particularly the Shafiʿis, Malikis, and Hanbalis. In this respect, the book is an important source for understanding the methodological and foundational dimensions of juristic disagreement and provides special guidance in understanding the ranks of ijtihad such as Mujtahid Mutlaq, Mujtahid Muntasib, and Mujtahid fi al-Madhhab.

یہی وہ مقام ہے جہاں مسئلہ اپنی اصل علمی صورت اختیار کرتا ہے: آخر وہ کون سا ضابطہ یا فیصلہ کن معیار ہے جو بعض اصولی اختلافات کو نئے فقہی پیراڈائم کی تشکیل تک پہنچا دیتا ہے، جبکہ بعض دیگر اصولی اختلافات اسی مذہب کے اندر جذب ہو کر اس کے داخلی تنوع کا حصہ بن جاتے ہیں؟ بالفاظِ دیگر، اصولی اختلاف کی محض موجودگی کافی نہیں، بلکہ اس کی نوعیت، دائرہ اور نسبت ایسی چیزیں ہیں جو وحدتِ مذہب اور تعددِ مذاہب کے درمیان حدِّ فاصل متعین کرتی ہیں، زیرِ نظر مقالہ اسی حدِ فاصل کی تعیین و تحلیل کی کوشش ہے جس میں اس بات کا ایک تحلیلی دراسہ کیا جائے گا کہ آیا وہ کون سا باریک اور فیصلہ کن فرق اور معیار ہے جس سے ایک نوعیت کا اصولی اختلاف تعددِ مذہب کا باعث بنتا ہے اور اختلاف کرنے والا مجتہدِ مطلق کہلاتا ہے اور وہیں دوسری نوعیت کا اصولی اختلاف وحدتِ مذہب کو برقرار رکھتا ہے اور اختلاف کرنے والا مجتہد منتسب یا مجتہد فی المذہب کہلاتا ہے۔

مجتہدِ مطلق کی تعریف

صلب بحث کے آغاز سے قبل یہاں یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ پہلے ہمارے پیش نظر زیر بحث آئمہ مجتہدین کے درمیان ایک اصولی و منہجی امتیاز کو واضح کر دیا جائے تا کہ جب بحث آگے بڑھے تو مشکلۃ البحث کا تصور ذہن نشیں رہے۔

هم الذين لهم أهلية الاجتهاد المطلق في الشريعة، كالأئمة الأربعة رحمهم الله.

- **أسسوا قواعد الأصول بأنفسهم.**
- **يستنبطون الأحكام الشرعية من الأدلة التفصيلية مباشرةً.**
- **لا يقلدون أحدًا لا في الأصول ولا في الفروع.**
- **اجتهادهم مستقلٌ مطلق**[5]

یعنی مجتہدین مطلق وہ آئمہ کہلاتے ہیں جو براہ راست ادلہ اربعہ سے اصول و قواعد کا استنباط کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے کہ آئمہ اربعہ، جنہوں نے خود اصول وضع کیے، اور جو احکام کا استنباط قران حدیث، اجماع یا قیاس سے براہ راست کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور اس میں وہ کسی کے پیرو اور مقلد نہ ہو اور ان کا اجتہاد ایک مستقل اور اطلاقی دائرہ کار پر مبنی ہو۔

مجتہد منتسب یا مجتہد فی المذہب کی تعریف

هم الذين لهم قدرة على استنباط الأحكام من الأدلة، لكن على وفق القواعد والأصول التي قررها إمام المذهب، كأبي يوسف ومحمد بن الحسن من أصحاب الإمام أبي حنيفة رحمه الله.

- **يجتهدون في إطار أصول إمامهم.**
- **قد يخالفون إمامهم في بعض الفروع.**
- **لكنهم لا يخرجون عن أصول المذهب وقواعده۔**[6]

[5] -or details, see: Qāsim ibn Quṭlūbughā al-Miṣrī al-Ḥanafī. *al-Taṣḥīḥ wa al-Tarjīḥ ʿalā Mukhtaṣar al-Qudūrī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1st ed., 1423 AH/2003 CE, 22; Muḥammad Amīn Ibn ʿĀbidīn. *Ḥāshiyat Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār (with al-Durr al-Mukhtār Sharḥ Tanwīr al-Abṣār by al-Ḥaṣkafī)*. Egypt: Sharikat Maktabat wa Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlādih, 2nd ed., 1386 AH/1966 CE, 1:77.

[6] -Ibid., 22; *Radd al-Muḥtār*, 1:77

مجتہد فی المذہب یا منتسب وہ آئمہ کہلاتے ہیں جو اپنے امام کے وضع و تخلیق کردہ اصول و مبادی کے مطابق استنباطاتِ احکام پر قدرت رکھتے ہوں، اور جن کا اجتہاد اپنے امام کے اصولی دائرہ کے اندر ہو اگرچہ وہ فروعات میں اپنے امام کی مخالفت ہی کیوں نہ کرتے ہوں لیکن یہ مخالفت اپنے ڈسپلن اور اصولی مدرسہ سے ان کو نکالتی نہ ہو۔ مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں مابہ الامتیاز امر کی تنقیح یوں کی جاسکتی ہے۔

مجتہدِ مطلق کی خصوصیت تاسیسِ اصول ہے۔

مجتہدِ منتسب کی خصوصیت تطبیقِ اصول ہے۔

مجتہدِ مطلق اور مجتہدِ منتسب کے مابین اصولی و منہجی امتیاز پر مبنی تمہیدی گفتگو کے بعد اب اصل سوال اپنی حقیقی علمی صورت میں سامنے آتا ہے، اور وہ یہ کہ: فقہی مذہب کی وحدت کن تاسیسی بنیادوں پر قائم رہتی ہے؟

بالفاظِ دیگر، وہ کون سے معیارات اور ضوابط ہیں جن کی موجودگی میں اصولی اختلاف کے باوجود اختلاف کرنے والوں کے مابین مجتہدِ مطلق اور مجتہدِ فی المذہب کی نسبت برقرار رہتی ہے۔ محض اس امر سے کہ کسی فقیہ نے بعض اصولی مسائل میں اپنے امام سے اختلاف کیا، یہ لازم نہیں آتا کہ ایک نیا مذہب وجود میں آگیا ہو، اسی طرح ہر نوع کی اصولی ہم آہنگی بھی مذہبی وحدت کی قطعی ضمانت نہیں ہوتی۔

درحقیقت سوال اختلاف کی مجرد موجودگی کا نہیں بلکہ اس کی نوعیت، دائرہ اور اثرات کا ہے۔ بعض اوقات یہی اصولی اختلاف داخلی تنوع کی صورت اختیار کرتا ہے اور مذہب کے اندر جذب ہو جاتا ہے، جبکہ بعض مواقع پر وہ اس حد تک تاسیسی تبدیلی کا موجب بنتا ہے کہ ایک مستقل فقہی ڈسپلن اور جداگانہ علمی تشخص کی بنیاد رکھ دیتا ہے۔ اب تک کی تمام تر گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ فقہی مذاہب کی تشکیل اور ان کی بقا کا معاملہ محض جزوی قواعد یا چند اصولی فروق تک محدود نہیں، بلکہ اس کے پس منظر میں کچھ ایسے گہرے پیچیدہ معیارات اور خارجی و بیرونی عوامل وعناصر بھی کارفرما ہوتے ہیں جو کسی فقہی روایت کی وحدت یا اس کے تعدد کے بارے میں فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہیں۔

بالفاظِ دگر، کسی فقہی ڈسپلن کے برقرار رہنے یا اس سے ایک نئے دبستان کے جنم لینے کا تعلق صرف اصولی اختلاف کی موجودگی سے نہیں، بلکہ ان وسیع تر علمی اور منہجی عناصر سے ہے اور ہر فقہی دبستان کی ایک مخصوص ذہنی ساخت ہے جو اس پورے فقہی نظام کی بنیاد کو قائم رکھتے ہیں۔

یہ عناصر درحقیقت اس فقہی روایت کے داخلی منہجِ استدلال، طریقۂ تخریج، اور اس کی عصری و تمدنی روایت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب تک یہ عناصر اپنی اصل ساخت کے ساتھ برقرار رہتے ہیں، اس وقت تک پیدا ہونے والا اختلاف اسی فقہی نظام کے اندر ایک داخلی تنوع کی صورت اختیار کرتا ہے؛ لیکن جب انہی بنیادی عناصر میں ایسا تغیر پیدا ہو جائے جو اس روایت کی فکری بنیادوں کو بدل دے تو یہی اختلاف ایک مستقل فقہی دبستان کی تشکیل کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ اسی تناظر میں اس مسئلہ کا باریک جائزہ لینے سے چند ایسے اصولی عوامل سامنے آتے ہیں جو اس فرق کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں کہ کب ایک اصولی اختلاف محض مذہب کے داخلی اختلاف کی حیثیت رکھتا ہے اور کب وہ ایک نئے علمی مدرسہ کی بنیاد بن جاتا ہے۔ زیرِ نظر بحث میں بالخصوص چار ایسے عناصر جن کا تین میں حصر بھی ممکن ہے کو بطور معیار سامنے رکھا جاسکتا ہے جو اس پیچیدہ مسئلے کی توضیح کرتے ہیں۔ ان میں سب پہلا عامل ہے!

عنصر اول بنائے استدلال اور فکری نظم کا اشتراک

ان عناصر میں سب سے پہلا اور بنیادی عنصر منہج وبنائے استدلال کا اشتراک یا افتراق ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی فقیہ کا اپنے امامِ مذہب سے اصولی اختلاف تو موجود ہو، لیکن استدلال کے اصولی نظم سے وابستگی، مصادرِ استنباط کے ساتھ اشتراک برقرار رہے، تو اس نوع کا اختلاف عام طور پر اسی مذہب کے دائرے کے اندر سمجھا جاتا ہے اور اس سے کوئی مستقل فقہی مکتب وجود میں نہیں آتا۔اس کے برعکس اگر اختلاف صرف کسی جزوی اصل تک محدود نہ رہے بلکہ استدلال کی بنیادی ساخت، دلائل کے قبول ورد کے معیارات، اور استنباطات کا اصولی فریم ورک ہی تبدیل ہو جائے تو یہی اختلاف رفتہ رفتہ ایک نئے فقہی دبستان کی تشکیل کا سبب بن سکتا ہے۔مثال کے طور پر استنباطِ احکام میں فقہائے احناف کے ہاں بنائے استدلال کی ایک مخصوص نوعیت پائی جاتی ہے۔نصوص کا فہم اور ان کی دلالت کا ایک سائنٹیفک نظم، خبرِ واحد کا محدود و مشروط قبول، قیاس کا توسع، استحسان کا منظم استعمال، اور دیگر اصولی ماخذ کے باب میں ان کا منہج ایک متعین علمی ساخت رکھتا ہے۔امام سرخسی نے لکھا ہے:

اذا كان الحديث مخالفًا لكتاب الله فانه لا يكون مقبولا ولا حجة للعمل به، عامّةً كانت الآية أو خاصّةً، نصًّا أو ظاهرا عندنا، على ما بينا أن تخصيص العام بخبر الواحد لا يجوز ابتداء، وكذلك ترك الظاهر فيه، والعمل على نوع من المجاز لا يجوز بخبر الواحد عندنا، خلافا للشافعي۔[7]

کہ جب کوئی خبر واحد ظاہر قران کے مخالف ہو گی تو اسے نہ قبول کیا جائے اور عمل کے لیے اس سے احتجاج جائز ہو گا احناف کے ہاں، جیسے کہ ہمارے آئمہ کے ہاں اس کی صراحت پائی جاتی ہے کہ خبر واحد سے ابتداءا کسی عموم کی تخصیص جائز نہیں ہے اسی طرح ظاہر کا ترک بھی جائز نہیں ابتدائی طور پر، شوافع کا اس امر میں ہم سے اختلاف ہے۔

امام ابن ہمام نے ایک جگہ لکھا ہے:

فرجح بفقه الرُواة كما رجح الأوزاعي بعلو الاسناد وهو المذهب المنصور عندنا۔[8]

”امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے راویوں کے تفقہ کی بنا پر حدیث کو ترجیح دی جیسا کہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے سند کے عالی ہونے کی بنا پر اور یہی) تفقہ کی بنا پر ترجیح) ہمارے نزدیک مذہبِ منصور ہے۔

اسی طرح امام مالک کے ہاں عملِ اہل، مدینہ، صحابہ وتابعین کی عملی روایت، فعلی سنت کی قولی خبر واحد پر فوقیت، مصالح مرسلہ، سدِ ذرائع وغیرہ کے معاییر، شوافع کے ہاں خبر واحد کی حجیت وبالائیت، کتاب الام والرسالہ کی تصنیف، امام احمد بن حنبل کے ہاں نصوص سے کثرت اعتناء، فتاوی صحابہ کی طرف میلان، وغیرہ۔عبد البدیع القادری نے احمد تیمور باشا کی تصنیف کے مقدمہ میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے قدرے جامعیت کے ساتھ لکھا ہے:

والأئمة وإن تشابهوا في السجايا من دين وورع وتقوى وذكاء واستعداد عظيم للحفظ والفهم والاستنباط فإنهم تميزوا بأن احتفظ كل واحد منهم بخصيصة تَفَوُّقٍ بها على الآخرين، فالإمام أبي حنيفة أعلى الأئمة جميعًا مقدرة على استنباط علل الأحكام والقياس عليها، واستخراج القواعد الناظمة للفروع. والإمام مالك أعلم الأئمة جميعًا بالسنن العلمية والعُرْفِ الذي كان في عصر التشريع، ومن هنا كان عمل أهل المدينة بمثابة الحديث المتواتر المنقول نَقْلاً عَمَلِيًّا، وكذلك

---

[7] -Muḥammad ibn Aḥmad al-Sarakhsī. *Uṣūl al-Sarakhsī*. Edited by Abū al-Wafāʾ al-Afghānī. Hyderabad

[8] .Muḥammad ibn ʿAbd al-Wāḥid Ibn al-Humām al-Ḥanafī. *Sharḥ Fatḥ al-Qadīr ʿalā al-Hidāyah*. Egypt: Sharikat Maktabat wa Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlādih, 1st ed., 1389 AH/1970 CE, 1:31

الإمام الشافعي كان أكثر الأئمة قدرة على استنباط الأحكام من النصوص، كيف لا وهو الذي احتج اللغويون بكلامه، وقال فيه الجاحظ: «نظرت في كلام هؤلاء النبغة فلم أر أحسن تأليفًا من المُطَّلَبِيّ كأن لسانه ينثر الدر». أما الإمام أحمد فهو أكثر الأئمة حفظًا للنصوص سواء كانت أحاديث نبوية أو آثارًا عن الصحابة أو فتاوى للصحابة أو التابعي[9]

یہی اختلافات جب منہجی سطح تک پہنچ جاتے ہیں تو وہ بالآخر الگ فقہی دبستانوں کی تشکیل کا باعث بنتے ہیں اور یہی جب ایک فکری نظم کے اندر رہتے ہیں اگرچہ ان کی نوعیت اصولی ہی ہو پھر بھی وہ الگ کسی اکائی میں نہیں ڈھلتے بلکہ ان کی وحدت بر قرار رہتی ہے اور اسی کو بنائے استدلال کا اشتراک وافتراق کہا جاتا ہے جو فقہی ڈسپلن کی وحدت وتعدت کی بنیاد بنتے ہیں۔

لیکن اختلا اگرچہ اصولی نوعیت کا ہو لیکن بنائے استدلال میں وحدت ہو، اصولی وجزئی احکام کی تفریع کے لیے فکری نظم میں وحدت ہو اور منہجی ساخت ایک ہی ہو اس صورت میں اختلاف کی نوعیت بھلے اصولی ہی کیوں نہ ہو لیکن ایک کلی اشتراک کے باعث ایسا اختلاف نئے ڈسپلن کا موجب نہیں بنتا بلکہ ایسا اختلاف کرنے والے مجتہدین کا دائرہ مجتہد فی المذہب یا منتسب کا ہوتا ہے۔

جغرافیائی وعلاقائی وحدت اور بعض ماثر علمیہ، عمل اہل مدینہ وکوفی آثار کا اختلاف واشتراک

اصولی اختلاف کے باوجود کسی فقہی مذہب کی وحدت کو بر قرار رکھنے والے عوامل میں ایک نہایت اہم عامل علاقائی علمی روایت بھی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک مخصوص جغرافیائی اور علمی ماحول میں پروان چڑھنے والے آئمہ وفقہاء کے درمیان بعض مسائل میں اصولی نوعیت کے اختلافات بھی موجود ہوتے ہیں، لیکن چونکہ وہ ایک ہی علمی روایت، مشترک تعلیمی فضا اور فکری ماحول سے وابستہ ہوتے ہیں، اس لیے یہ اختلاف کسی نئے دبستانِ فقہ کی بنیاد نہیں بنتا۔ اس کے بر عکس یہی علاقائی اور علمی اشتراک اس اختلاف کو ایک ہی فقہی نظام کے اندر جذب کر لیتا ہے اور اس طرح اس مذہب کی داخلی وحدت اور مرکزیت بر قرار رہتی ہے۔

یہ حقیقت عام فہم ہے کہ کوئی بھی علمی روایت، فکر اور فقہی دبستان اپنے ماحول سے مکمل طور پر کٹی ہوئی نہیں ہو سکتی بلکہ ان کی تشکیل میں ادبی، سماجی، ثقافتی اور تعلیمی ماحول گہرا کردار ادا کرتا ہے۔ یہی ماحول ایک خاص طرزِ فکر، اسلوبِ استدلال اور مسائل کو دیکھنے کا زاویہ پیدا کرتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک مربوط علمی روایت وجود میں آتی ہے۔ جب فقہاء اسی روایت کے اندر علمی نمو پاتے ہیں تو ان کے مابین پائے جانے والے اختلافات، اگرچہ بعض اوقات اصولی دائرے تک بھی پہنچ جائیں، تب بھی وہ ایک ہی فکری سلسلے کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔[10] اسلامی ادبیات کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ ابتدائی صدیوں میں اختلاف کی ایک بڑی بنیاد یہی علاقائی علمی شناختیں تھیں۔ یہاں تک کہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ فقہ و

---

[9] Abd al-Qādir al-Badīʿī. "Muqaddimat al-Nāshir." In *Naẓrah Tārīkhiyyah fī Ḥudūth al-Madhāhib al-Fiqhiyyah al-Arbaʿah wa-Intishārihā ʿinda Jumhūr al-Muslimīn*, by Aḥmad Taymūr Pasha. Beirut: Dār al-Qādirī li al-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1st ed., 1411 AH/1990 CE,7

[10] -This understanding is also corroborated by the works of the ḥadīth scholars. Imām al-Tirmidhī, for instance, frequently attributes juristic opinions to regional scholarly traditions in his *Sunan al-Tirmidhī*. He repeatedly employs expressions such as *"wa huwa qawl ahl al-Kūfah"* ("this is the view of the people of Kūfah") and *"wa ʿalayhi al-ʿamal ʿinda ahl al-Madīnah"* ("this is the established practice among the people of Madīnah"). Such expressions indicate that certain juristic opinions were not merely the outcome of individual ijtihād; rather, they were rooted in specific scholarly and regional traditions. This shared intellectual milieu contributed to preserving the internal coherence of a single legal school despite the existence of methodological and juristic differences among its leading scholars.

حدیث کی ابتدائی علمی تشکیل بڑی حد تک انہی جغرافیائی وتہذیبی مراکز کے گرد وقوع پذیر ہوئی، اور بعد کے فقہی مذاہب اور فکری رجحانات بھی بڑی حد تک انہی علمی روایتوں کی توسیع کی صورت میں سامنے آئے۔ اما ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں:

والدين والفقه والعلم انتشر في الأمة عن أصحاب ابن مسعود، وأصحاب زيد بن ثابت، وأصحاب عبد الله بن عمر، وأصحاب عبد الله بن عباس ؛ فعِلْمُ الناسِ عامَّتُه عن أصحاب هؤلاء الأربعة؛ فأما أهل المدينة فعلمهم عن أصحاب زيد بن ثابت، وعبد الله بن عمر، وأما أهل مكة فعلمهم عن أصحاب عبد الله بن عباس، وأما أهل العراق فعلمهم عن أصحاب عبد الله بن مسعود۔[11]

اسی پس منظر میں ہمیں ابتدائی اسلامی علمی دنیا میں دو بڑے مراکز نمایاں نظر آتے ہیں: ایک مدرسہ حجاز اور دوسرا مدرسہ عراق۔ یہ دونوں علمی روایتیں اپنے مناہجِ استدلال، مصادرِ علم اور طرزِ فکر کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف تھیں، اور ان کے درمیان اختلاف اسلامی علمی تاریخ کے قدیم ترین اور سب سے زیادہ اثر انگیز اختلافات میں شمار ہوتا ہے۔ تاہم اس اختلاف کے باوجود ہر ایک دائرے کے اندر ایک داخلی وحدت برقرار رہی، کیونکہ ہر حلقہ اپنے مخصوص علمی ماحول، روایت اور منہج سے مربوط تھا۔

اس طرح علاقائی علمی روایت دراصل ایک ایسا عنصر بن کر سامنے آتی ہے جو بسا اوقات اصولی اختلاف کو بھی اپنے اندر سمو لیتا ہے اور اسے ایک نئے فقہی مذہب میں تبدیل ہونے سے روک دیتا ہے۔ یوں فقہی دبستان کی تشکیل، اس کی بقا اور اس کے حدود و امتیازات کو سمجھنے میں یہ عامل بنیادی اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔

چنانچہ زیر تحریر مقالہ کا مشکلۃ البحث اس امر سے گہرے ربط کا حامل ہے کہ آیا وہ کون سا باریک فرق اور معیار ہے جو اصولی اختلاف کے باوجود بسا اوقات ایک الگ فقہی دبستان کو وجود بخش دیتا ہے اور بسا اوقات اصولی اختلاف کے باوجود فقہی ڈسپلن کی وحدت باقی رہتی ہے اور کسی علاقائی روایت کے زیر تشکیل پانے والے اصولی اختلاف سے مجتہد فی المذہب جنم لیتے ہیں اور اسی نوعیت کے اصولی اختلاف میں اگر وحدتِ جغرافیہ نہ ہو تو اس سے ایک نیا فقہی مکتب تشکیل پاتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو دوسرا بڑا عامل اور سبب ہے وہ یہی مذکورہ بالا علاقائی روایت ہے۔

استحکام مذہب اور فقہی روایت کا دور نشاۃ و تطور و استقرار

اصولی اختلاف کے باوجود فقہی دبستان کی وحدت برقرار رہنے کے اسباب وعوامل میں ایک اہم عامل و سبب فقہی تاریخ کے دورِ نشاۃ، تطور اور استقرار کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس طور پر کہ کسی اختلاف کا نتیجہ ایک نئے مذہب کی تشکیل کی صورت میں نکلے گا یا وہ پہلے سے موجود مذہب کے اندر ہی جذب ہو جائے گا، اس کا گہرا تعلق اس زمانے کے علمی و تاریخی پس منظر سے بھی ہوتا ہے۔ ابتدائی صدیوں میں فقہی اجتہاد کا دائرہ نسبتاً وسیع تھا۔ مختلف علمی مراکز میں متعدد فقہی رجحانات اور مکاتبِ فکر موجود تھے، اور کسی خاص فقہی نظام کی حتمی مرکزیت ابھی پوری طرح قائم نہیں ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں اصولی اختلاف بسا اوقات ایک نئے فقہی دبستان کے ظہور کا باعث بن جاتا تھا، کیونکہ علمی دنیا ابھی ارتقائی مرحلے میں تھی اور فقہی نظریات اپنی تشکیل کے عمل سے گزر رہے تھے۔ لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ صورتِ حال تبدیل ہوتی گئی۔ رفتہ رفتہ چند بڑے فقہی مذاہب علمی، تعلیمی ریاستی اور سماجی سطح پر مستحکم ہوتے گئے، یہاں تک کہ فقہی روایت ایک بڑی حد تک چار معروف مذاہب کے گرد منظم ہو گئی۔ امام ابن خلدون نے اس حوالہ سے لکھا ہے:

[11] Ibn Qayyim al-Jawziyyah. *Iʿlām al-Muwaqqiʿīn ʿan Rabb al-ʿĀlamīn*. Saudi Arabia: Dār Ibn al-Jawzī li al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1st ed., 1423 AH, 2:38.

ووقف التّقليد في الأمصار عند هؤلاء الأربعة ودرس المقلّدون لمن سواهم. وسدّ النّاس باب الخلاف وطرقه لمّا كثر تشعّب الاصطلاحات في العلوم. ولما عاق عن الوصول إلى رتبة الاجتهاد۔[12]

ابن خلدون کی اس بات کا مفہوم یہ ہے کہ مختلف شہروں میں ان چار ائمہ کی فقہی روایت ڈویلپ ہو چکی تھی اور لوگوں کا رجحان انہیں تک محدود ہو گیا تھا اور نہ صرف یہ کہ ان کے سوا دوسرے فقہاء کے مقلدین بتدریج ختم ہوتے گئے، بلکہ لوگوں نے اس سطح کا اختلاف کرنا بھی چھوڑ دیا تھا جو ایک نئے ڈسپلن کی صورت میں منتج ہو اور اس کے راستوں کو بھی بند کر دیا، اور اس کی وجہ وعلت یہ تھی کہ علوم میں اصطلاحات کی شاخیں بہت بڑھ گئی تھیں اور انہیں اصطلاحات کے ساتھ خود کو منسلک کرنے کا رجحان پیدا ہو گیا تھا، دوسری طرف مستقل بالذات اجتہاد کے درجے تک پہنچنا مشکل ہو گیا تھا۔ یعنی ان مذاہب کے اصول و قواعد مدوّن ہوئے، ان کی علمی روایتیں مضبوط ہوئیں، ان کے متون اور شروح وجود میں آئیں، اور مختلف خطوں میں انہیں کسی نہ کسی درجے میں ریاستی یا معاشرتی سرپرستی بھی حاصل ہو گئی۔ اس مرحلے پر فقہ محض انفرادی اجتہادات کا مجموعہ نہیں رہی بلکہ ایک مستحکم علمی روایت کی صورت اختیار کر گئی۔ اس حقیقت کی طرف دیگر اہلِ علم نے بھی اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

وَبعد المئتين ظهر فِيهِم التمذهب للمجتهدين بأعيانهم وَقل من كَانَ لَا يعْتَمد على مَذْهَب مُجْتَهد بِعَيْنِه وَكَانَ هَذَا هُوَ الْوَاجِب فِي ذَلِك الزَّمَان وَسبب ذَلِك أَن المشتغل بالفقه لَا يَخْلُو من حالتين إِحْدَاهمَا أَن يكون أكبر همه معرفَة الْمسَائِل الَّتِي قد أجَاب فِيهَا المجتهدون من قبل من أدلتها التفصيلية ونقدها وتنقيح أخذهَا وترجيح بَعْضهَا على بعض وَهَذَا أَمر جليل لَا يتم لَهُ إِلَّا بِإِمَام يتأسى بِهِ قد كفى معرفَة فرش الْمسَائِل وإيراد الدَّلَائِل فِي كل بَاب بَاب فيستعين بِهِ فِي ذَلِك ثمَّ يسْتَقلّ بِالنَّقْدِ وَالتَّرْجِيح وَلَوْلَا هَذَا الإِمَام صَعب عَلَيْهِ وَلَا معنى لارتكاب أَمر صَعب مَعَ إِمْكَان الْأَمر اسهل ولابد لهَذَا الْمُقْتَدِي أَن يستحسن شَيْئا مِمَّا سبق إِلَيْهِ إِمَامه ويستدرك عَلَيْهِ شَيْئا فان كَانَ استدراكه أقل من مُوَافقَته عد من أَصْحَاب الْوُجُوه فِي الْمَذْهَب وَإِن كَانَ أَكثر لم يعد تفرده وَجها فِي الْمَذْهَب وَكَانَ مَعَ ذَلِك منتسبا إِلَى صَاحب الْمَذْهَب فِي الْجُمْلَة ممتازا عَمَّن يتأسى بِإِمَام آخر فِي كثير من أصُول مذْهبه وفروعه وَيُوجد لمثل هَذَا بعض مجتهدات لم يسْبق بِالْجَوَابِ فِيهَا إِذْ الوقائع متتالية وَالْبَاب مَفْتُوح فيأخذها من الْكتاب وَالسّنة و آثار السّلف من غير اعْتِمَاد على إِمَامه وَلَكنهَا قَليلَة بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا سبق بِالْجَوَابِ فِيهِ وَهَذَا هُوَ الْمُجْتَهد الْمُطلق المنتسب۔[13]

اسی استقرار کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ مستقل بالذات اجتہاد کا دائرہ بتدریج محدود ہوتا گیا۔ اگرچہ اہلِ علم کے ہاں اس بات پر اختلاف رہا کہ اجتہاد کا دروازہ مکمل طور پر بند ہوا یا نہیں، تاہم عملی صورت حال یہ تھی کہ علمی کاوشوں کا بڑا حصہ موجودہ فقہی ذخیرے کی شرح، تنقیح، تخریج اور تطبیق پر مرکوز ہو گیا، اور اس فقہی استقرار کے بعد علمی فضا میں ایک اہم تبدیلی یہ پیدا ہوئی کہ اجتہاد کا عمل بڑی حد تک قائم شدہ فقہی روایتوں کے اندر منتقل ہو گیا۔ چنانچہ بعد کے اہلِ علم نے یہ واضح کیا کہ فقہ میں اشتغال رکھنے والا شخص عملاً کسی نہ کسی امام کے منہج سے وابستہ ہوئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی پس منظر میں "مجتہدِ منتسب" کا تصور سامنے آتا ہے جو اصولی اختلاف کے باوجود مذہبی وحدت کے برقرار رہنے کو سمجھنے میں

---

12 Abd al-Raḥmān Ibn Khaldūn. *Dīwān al-Mubtadaʾ wa al-Khabar fī Tārīkh al-ʿArab wa al-Barbar wa Man ʿĀṣarahum min Dhawī al-Shaʾn al-Akbar*. Beirut: Dār al-Fikr, 1st ed., 1401 AH/1981 CE, 1:566

13 -Aḥmad ibn ʿAbd al-Raḥīm Shāh Walī Allāh al-Dihlawī. *Al-Inṣāf fī Bayān Asbāb al-Ikhtilāf*. Edited by ʿAbd al-Fattāḥ Abū Ghuddah. Beirut: Dār al-Nafāʾis, 70

بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ شاہ صاحب کے مذکورہ بالا اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ بعد کے زمانے میں فقہی عمل بڑی حد تک قائم شدہ مذاہب کے دائرے میں منظم ہو گیا تھا، اور یہی امر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اس دور کے اصولی اختلافات بھی عموماً ایک نئے مذہب کی تشکیل پر منتج نہیں ہوتے تھے، اور اس طرح کے اصولی اختلاف کے حاملین کو مجتہد منتسب قرار دیا جانے لگا تھا۔ اس فصل کے آغاز میں جس مذہبی استحکام اور اور فقہی روایت کی تاریخ، نشاۃ، تطور و استقرار کی جانب جو اشارہ کیا گیا تھا یہی وہ تاریخی عامل ہے جس نے اصولی اختلاف کے اثرات کو بھی ایک حد تک محدود کر دیا۔ چنانچہ بعد کے ادوار میں اگر کسی فقیہ سے اپنے امامِ مذہب کے بعض اصولی امور میں اختلاف بھی صادر ہوا تو اسے ایک نئے مذہب کی بنیاد کے طور پر نہیں دیکھا گیا، بلکہ اسے اسی فقہی روایت کے اندر ایک علمی اجتہاد کے طور پر قبول کیا گیا۔ اس طرح فقہی مذاہب کے تاریخی استقرار اور ان کے ساتھ وابستہ علمی تسلسل نے ان کی وحدت کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا اور اختلاف کو ایک نئے دبستان میں تبدیل ہونے سے روکے رکھا۔

نتائج

زیر تحریر مقالہ اس مسئلہ علمیہ پر مبنی تھا کہ آئمہ مجتہدین اور فقہاء کے مابین اصولی اختلافات رونما ہوتے ہیں، بعض اصولی اختلافات ایک نئے مکتب و دبستان علمی کا باعث بنتے ہیں اور اس نوعیت کے اختلاف کے حاملین کو مجتہد مطلق کی ترکیب و عنوان سے بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ آئمہ اربعہ، لیکن وہیں بعض اصولی اختلافات ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی نوعیت اور دائرہ کے اعتبار سے ہوتے تو اصولی ہی ہیں لیکن ان کے حاملین کو مجتہد مطلق کی بجائے مجتہد فی المذہب یا مجتہد منتسب کہا جاتا ہے، ایسا کیوں ہے اور کون سے ایسے معیارات واصول ومبادی ہیں جو مراتب اور درجات میں تفریق کا باعث ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں متعدد مصادر و مراجع کی مدد سے ان معیارات و فروق کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی جن سے یہ دوئی اور تفریق لازم آتی ہے اور اس کی علمی تحلیل و تنقیح کی گئی۔ باحث کے نزدیک اس سلسلہ میں تین اساسی معیارات نکھر کر سامنے آئے جن کے وجود وعدم سے یہ وحدت وتعدد اور اشتراک واختلاف جنم لیتا ہے اور وہ تین معیاری دائرہ جات درج ذیل ہیں

1. بنائے استدلال اور فکری نظم کا اشتراک
2. جغرافیائی وعلاقائی وحدت اور بعض ماثر علمیہ، عمل اہل مدینہ و کوفی آثار کا اختلاف واشتراک
3. استحکام مذہب اور فقہی روایت کا دور نشاۃ و تطور و استقرار

درج بالا دوائر ہی وہ اصولی و معیاری منابع کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے مقالہ میں کی گئی بحث مجتہد مطلق اور مجتہد منتسب کی تقسیم، تفریق، تنوع کو واضح کیا گیا۔

خلاصہ بحث

مسلم علمی روایت میں فقہ نہ صرف ایک شرعی نظام بلکہ ایک ہمہ جہت، مرکزی اور جامع علمی دبستان کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نظام تشریعی نصوص (قرآن و سنت) کے التزام، انسانی عقل کے انفعالی اور تخلیقی کردار، اور عمرانی و تمدنی حقائق کے ادراک و امتزاج سے تشکیل پاتا ہے۔ اس روایت نے مختلف تاریخی، جغرافیائی اور سماجی سیاق و سباق میں متعدد اصولی اور فروعی صورتیں اختیار کیں۔ ان مختلف صورتوں کے باوجود اس میں وحدتِ مذہب برقرار رہی، جبکہ بعض اوقات اصولی اختلافات ہی نئے فقہی مذاہب کی تشکیل کا باعث بھی بنے۔ یہ سوال محض نظریاتی نہیں بلکہ عملی اور منہجی نوعیت کا ہے۔ اس سے یہ متعین ہوتا ہے کہ کس حد تک اختلافات مذہب کی وحدت کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی ترقی اور ارتقا میں

معاون ثابت ہوتے ہیں، اور کس حد تک یہ اختلافات مذہب کی وحدت کو چھ[illegible] بھن کر دیتے ہیں اور نئی مستقل راہِ اجتہاد کی بنیاد رکھتے ہیں۔زیرِ نظر تحقیق کا مرکزی مقصد اسی بنیادی سوال کی جانچ پڑتال ہے۔ یہ تحقیق اس مفروضے کی توثیق و تنقیح کرتی ہے کہ ہر اصولی اختلاف فی نفسہٖ وحدتِ مذہب کے منافی نہیں ہوتا، بلکہ اصل مسئلہ حدِ فاصل کی تعیین ہے جو وحدت اور استقلال کے درمیان واقع ہوتی ہے۔اس سلسلے میں تجزیاتی اور تقابلی منہج اختیار کیا گیا ہے تاکہ اصولی اختلافات کو فقہی مذاہب کی تشکیل، ارتقا اور بقا کے تناظر میں سمجھا جاسکے۔یہ موضوع فقہی روایت کی داخلی حرکیات کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم ہے اور معاصر فقہی چیلنجز کے حل میں بھی رہنمائی کر سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

- Aḥmad Taymūr Bāshā. Naẓrah Tārīkhiyyah fī Ḥudūth al-Madhāhib al-Fiqhiyyah al-Arbaʿah wa-Intishārihā ʿinda Jumhūr al-Muslimīn. 1st ed. Beirut: Dār al-Qādirī li-al-Ṭibāʿah wa-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1411 AH/1990 CE.
- Al-Badīʿī, ʿAbd al-Qādir. "Muqaddimat al-Nāshir." In Naẓrah Tārīkhiyyah fī Ḥudūth al-Madhāhib al-Fiqhiyyah al-Arbaʿah wa-Intishārihā ʿinda Jumhūr al-Muslimīn, by Aḥmad Taymūr Bāshā. 1st ed. Beirut: Dār al-Qādirī li-al-Ṭibāʿah wa-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1411 AH/1990 CE.
- Al-Dabūsī, Abū Zayd ʿUbayd Allāh ibn ʿUmar. Taʾsīs al-Naẓar. N.p., n.d.
- Al-Dihlawī, Shāh Walī Allāh Aḥmad ibn ʿAbd al-Raḥīm. Al-Inṣāf fī Bayān Asbāb al-Ikhtilāf. Edited by ʿAbd al-Fattāḥ Abū Ghuddah. Beirut: Dār al-Nafāʾis.
- Al-Lakhnawī, ʿAbd al-Ḥayy. Al-Nāfiʿ al-Kabīr. Karachi: Idārat al-Qurʾān wa-al-ʿUlūm al-Islāmiyyah, 1411 AH.
- Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad. Uṣūl al-Sarakhsī. Edited by Abū al-Wafāʾ al-Afghānī. Vol. 1. Hyderabad Deccan: Lajnat Iḥyāʾ al-Maʿārif al-Nuʿmāniyyah.
- Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. Al-Jāmiʿ al-Kabīr (Sunan al-Tirmidhī). N.p., n.d.
- Ibn ʿĀbidīn al-Shāmī, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz. Sharḥ ʿUqūd Rasm al-Muftī. Vol. 1. Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1430 AH.
- Ibn Khaldūn, ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad. Dīwān al-Mubtadaʾ wa-al-Khabar fī Tārīkh al-ʿArab wa-al-Barbar wa-Man ʿĀṣarahum min Dhawī al-Shaʾn al-Akbar. Vol. 1. 1st ed. Beirut: Dār al-Fikr, 1401 AH/1981 CE.
- Ibn Kamāl Bāshā, Aḥmad ibn Sulaymān. Ṭabaqāt al-Mujtahidīn. Manuscript. Maktabat al-Dirāsāt al-ʿUlyā, Baghdad. MS no. 2/1017.
- Ibn al-Humām al-Ḥanafī, Muḥammad ibn ʿAbd al-Wāḥid. Sharḥ Fatḥ al-Qadīr ʿalā al-Hidāyah. Vol. 1. 1st ed. Egypt: Sharikat Maktabat wa-Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa-Awlādih, 1389 AH/1970 CE.
- Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Muḥammad ibn Abī Bakr. Iʿlām al-Muwaqqiʿīn ʿan Rabb al-ʿĀlamīn. Vol. 2. 1st ed. Saudi Arabia: Dār Ibn al-Jawzī li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1423 AH.
- Marjānī, Shihāb al-Dīn. Nāẓūrat al-Ḥaqq fī Farḍiyyat al-ʿIshāʾ wa-In Lam Yaghib al-Shafaq.
- Al-Qādirī, ʿAbd al-Badīʿī. "Muqaddimat al-Nāshir." In Naẓrah Tārīkhiyyah fī Ḥudūth al-Madhāhib al-Fiqhiyyah al-Arbaʿah wa-Intishārihā ʿinda Jumhūr al-Muslimīn, by Aḥmad Taymūr Bāshā. 1st ed. Beirut: Dār al-Qādirī li-al-Ṭibāʿah wa-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1411 AH/1990 CE

الـــمرجان
Al-Marjān
Research Journal

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān
Research Journal

HJRS

CERTIFICATE OF PUBLICATION

ACCEPTANCE LETTER

This certifies that the article titled

Principled Disagreement and the Unity and Multiplicity of Juristic SchoolsAn Analytical Study of the Criteria for the Formation of Legal Schools

penned by

Syed Ali Moinuddin

PUBLICATION INFORMATION

VOLUME/ ISSUE	PUBLICATION PERIOD	ACCEPTANCE DATE	ISSN	STATUS
4/1	Jan –Mar (2026)	06 Nov 2025	ISSN (PRINT): 3006-0362 ISSN (ONLINE): 3006-0370	Published & Accepted

Prof. Dr. Muhammad Saad Siddiqui
Editor-in-Chief: Al-Marjān Research Journal

PUBLISHER: Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan (SMC-Private) Limited
Website: https://al-marjan.com.pk | Email: editorialmarjan@gmail.com | Contact: +92 306 6804052